مزدور کسان پارٹی کے منشور میں دفعات 8 تا 11 کا علمی جائزہ

A Scholarly and Comparative Analysis of Clauses 8 to 11 in the Manifesto of Mazdoor Kisān Party

مقالہ نگار: **معاذ عزیز**
وزیٹنگ لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز،
دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر پشاور
Email: maazaziz20@yahoo.com
معاون مقالہ نگار: **ڈاکٹر محمد ایاز**
اسسٹنٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز،
دی یونیورسٹی آف ایگریکلچر پشاور
Email: mayaz814@yahoo.com

Abstract

Before the creation of Pakistan, the British ruled India. And in order to strengthen and stabilize his neo-demographic system, he created the Jāgīrdārs and the Khawanīn class and helped these jāgīrdārs in every way to make them assistants to his government. As the British introduced the same European feudal system here, although most of the lands were barren and uncultivated and these lands were cultivated by the natives. The British gave ownership of these lands to the feudal lords. As a result, the land came out of the national ownership and came into the possession of a few khans and feudal lords. Due to which various movements were born. One of them was Mazdoor Kisān Tehrīk. Here, their services and their manifesto have been scientifically and comparatively evaluated.

Keywords: Jāgīrdārs, Khawanīn, Mazdoor Kisān Tehrīk, British rulers.

انگریز دور میں ایک طرف قومی تحریکوں نے جنم لیا تو دوسری طرف قوم فروشوں اور ظالموں کے خلاف وقت کے انقلابیوں اور جمہوریت پسند کسانوں نے جرگے بنائے۔ جو کسانوں کے حقوق و آزادی کے خاطر دن رات محنت و جد وجہد میں مصروف تھے 1937ء میں غلہ ڈیر تحریک، 1939 میں مفتی آباد کسان تحریک ان کی سربراہی میں تھی 1948 میں سرحد کسان جرگہ ختم ہوا۔ اس کے بعد 1957 میں ایک طرف نیشنل عوامی پارٹی وجود میں آئی۔ تو دوسری طرف 1963ء میں کسان کمیٹی کا دور آیا۔ جو 1968ء میں ختم ہوا۔

اور جب نعپ میں اختلاف پیدا ہوا تو اسی سال 1968ء میں پاکستان مزدور کسان پارٹی MKP وجود میں آئی۔

مزدور کسان پارٹی (MKP)

مزدور کسان پارٹی یکم مئی 1968ء کو وجود میں آئی[1]۔ 16۔17 مئی 1968ء کو لائلپور میں مزدور کسان پارٹی صوبہ سرحد اور پنجاب نعپ (مزدور کسان) اور کراچی نعپ (مزدور کسان) کا مشترکہ کانفرس ہوا اور تینوں تنظیموں کو نعپ (مزدور کسان) کے نام پر متحد کیا۔ البتہ سرحد میں اس تنظیم کا نام مزدور کسان پارٹی رہ گئی۔ اور مارچ 1970ء میں نعپ (مزدور کسان) نام ختم کیا گیا۔ اور پاکستان مزدور کسان پارٹی نام اپنایا گیا[2]۔

16 مئی 1970ء کو گوجرانوالہ میں سرحد، پنجاب اور سندھ کے ساتھیوں نے مشترکہ پاکستان مزدور کسان پارٹی تشکیل کر دی۔ اور لالہ زیارت گل صاحب کو پارٹی صدر منتخب کیا گیا۔ اور آنے والے سال کے لیے بھی عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا۔ صدر لالہ زیارت گل، نائب صدر میجر اسحاق محمد اور قادر خان لالا بنوں، جنرل سیکرٹری غلام نبی، پبلسٹی سیکرٹری محمد خان کاکا اور معاون سیکرٹری حفیظ راقب منتخب کیا گیا۔ کونسل نے پارٹی کے آئین دستور کی منظوری بھی دی اور اس کے مطابق یہ پارٹی ملک کے جاگیرداروں، اجارہ داروں اور سرمایہ داروں اور سامراجوں کے لوٹ کسوٹ سے نجات کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرے گی۔ اور اس پارٹی میں جاگیرداروں اور بڑے بڑے سرمایہ داروں اور ان کے حمایت کرنے والے عناصر شامل نہیں ہوں گے[3]۔

خلاصہ یہ کہ پاکستان مزدور کسان پارٹی کے سربراہان نے مزوروں اور کسانوں کے حقوق کی خاطر کسی بھی قربانی سے دریغ نہیں کیا یہاں تک کہ 1971ء میں جب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت بنی اور بنگال الگ ہوا تو خیبر پختونخوا میں مزدور کسان پارٹی کے سربراہان (مشران) جیسے محمد افضل بنگش، شیر علی باچا، چیئرمین آدم خان اور گل ضمیر صاحب رستم اور بہت سارے کسانوں کو قید کیا گیا۔ اور پھر کسانوں کی سرتوڑ کوششوں اور حکومت سے مذاکرات کے بعد رہا کیا گیا اسی طرح نومبر 1972 میں ایک بار پھر خوانین نے کسانوں کو بے دخل کرنا شروع کیا اور ان کے گھروں کو پولیس نے جلانا شروع کیا اور کسانوں کو ہجرت پر مجبور کیا گیا۔

مزدور کسان پارٹی کے سربراہان کسانوں کے حقوق کی خاطر لڑتے رہے اور بھٹو دور میں انہوں نے کافی حد تک کامیابی حاصل کی۔ لیکن پھر آپس کے اختلافات کی وجہ سے مزدور کسان پارٹی تین حصوں میں تقسیم ہو گئی[4]۔

۱۔مزدور کسان پارٹی سالار گروپ

۲۔مزدور کسان پارٹی افضل خاموش گروپ

۳۔مزدور کسان پارٹی کامل بنگش گروپ

۱۔مزدور کسان پارٹی سالار گروپ

آج کل اس گروپ کے صدر سالار امجد علی ہے اور اس کے بھائی سالار فیاض علی میئر تنگی ہے جو کسانوں کے مسائل حل کرنے اور عوامی خدمت میں لگے ہیں اور خصوصاً خوانین اور کسانوں کے تنازعات حل کرنے اوران کے درمیان صلح میں کوشش کر رہا ہے۔ سالار امجد علی صاحب اپنے مرحوم باپ سالار محمد شالی کے بارے میں کہتا ہے کہ انہوں نے مزدور کسان پارٹی میں اس وقت حصہ لیا تھا کہ افضل بنگش صاحب اور ولی خان کے آپس میں اختلافات چل رہے تھے اور بعد میں افضل بنگش صاحب نے مزدور کسان پارٹی بنائی۔ اور کئی مرتبہ جیل بھی گئے لیکن جیل جانے کی وجہ سے آپ کے جذبات و خدمات میں کمی نہیں آئی اور یہی کہتے تھے کہ خوانین سے نجات حاصل کر لو اور یہ زمینیں تم لوگوں نے آباد کی ہیں اس کے حقدار تم ہو۔ اور اپنے حقوق کی خاطر ہمارا ساتھ دو اور مختلف جلسوں میں شرکت کرتے تھے اور خوانین کے مظالم سے کسانوں کو نجات دلانے میں ساری زندگی صرف کر دی۔ اب سالار محمد شالی کی جگہ سالار امجد علی پارٹی کی صدارت کر رہے ہیں اور کسانوں کے حقوق کے لیے کوشش کر رہے ہیں[5]۔

۲۔مزدور کسان پارٹی افضل خاموش گروپ

اس گروپ کے صدر افضل خاموش صاحب ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ میٹرک کے بعد 1972ء کو میں PEF میں بطور ائیرمین بھرتی ہوا اور ہمارے گاؤں سے صرف ایک گاڑی (بس) پشاور جاتی تھی۔ میں نے گاؤں والوں سے رخصت لی اور جب ہری چند پہنچا تو لوگ بھاگ رہے تھے اور ہاتھوں میں ڈنڈے بھی تھے میں نے پوچھا کیا مسئلہ ہے تو انہوں نے کہا کہ ایک کسان کے گھر کی بے دخلی ہو رہی ہے تو میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کیا

کر رہے ہیں تو بتایا کہ یہ اس کسان کی مدد کے لیے جا رہے ہیں پولیس اور خوانین اس کسان کے گھر کو جلا رہے ہیں اسی وقت میں نے بس ڈرائیور سے کہا کہ گاڑی روکو اور میں بھی اس کسان کے مدد کے لیے چلا۔ اسی طریقے سے میں نے مزدور کسان پارٹی میں حصہ لیا اور آج تک مزدور کسان پارٹی میں ہوں۔ پارٹی میں سب سے پہلے میں ضلع پشاور کا جنرل سیکرٹری تھا اس کے بعد 75-1974ء میں ہمارے افضل بنگش صاحب کے ساتھ اختلافات پیدا ہوئے تو چیئرمین آدم خان صاحب اور افضل بنگش صاحب الگ ہو گئے۔ یہاں جو جد وجہد ہوئی تھی اس کے حوالے سے دیکھا جائے تو 1970ء کے لگ بھگ ہشتنگر، ملاکنڈ وغیرہ میں زیر و فیصد مزدور کسان مکان، کھیت کے مالک تھے۔ لیکن اتنا عرصہ جد وجہد کے بعد اب حال یہ ہے کہ 100 فیصد مزدور کسان اپنے گھر کے مالک ہیں اور 85 فیصد کسان زمین کے مالک ہیں۔[6]

۳۔مزدور کسان پارٹی کامل بنگش گروپ

اس گروپ کے صوبائی صدر مدد خان، صوبائی سالار ممتاز کاکا، جنرل سیکرٹری عبدالرحمان ملاکنڈ، نائب صدر اجڑ محمد، ضلع چارسدہ کے صدر حضرت جان، جنرل سیکرٹری عزت گل ہیں۔ چونکہ کامل بنگش صاحب جو کہ افضل بنگش مرحوم کے بیٹے ہیں اور یہ اکثر ملک سے باہر رہتے ہیں تو مذکورہ بالا حضرات پارٹی کی قیادت کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک حاجی ممتاز خان ولد رحیم داد مرحوم بھی ہے، ان کا کہنا ہے کہ میرا تعلق پارٹی کے ساتھ 1968ء سے ہے جب افضل بنگش مرحوم لوگوں کی خدمت کرتا اور مظلوموں کا ساتھ دیتا تھا۔[7]

اس پارٹی کے منشور کے دفعات میں سے دفعہ 8 سے لے کر 11 تک دفعات کا علمی جائزہ درج ذیل ہے۔

دفعہ 8

ترقی پسندانہ ٹیکسوں اور ریاست کے زیر انتظام صنعتوں کے منافعوں سے حاصل ہونے والے محصولات سے ایسی صنعتیں لگائی جائے گی جو ہائی ٹیکنالوجیکل پیداوار دیں۔اس طرح معاشی مساوات اور مواقع کے مساوات برقرار رکھتے ہوئے پیداوار میں اضافہ کیا جائے گا۔

تشریح

واضح رہے کہ وطن عزیز کے اور انتظامات کی طرح یہ انکم ٹیکس کوئی بہت بہتر نہیں، ایک معیشت کی کمزوری اور اقتصادیات کی عدم ترقی اور اس کے علاوہ حقوق کے استیصال اور اقربا پروری، رشوت اور خیانت کی وجہ سے اتنا کام پورا نہیں ہو رہا جو ہونا چاہیے، ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان میں کل آبادی کا صرف اعشاریہ تین فیصد یعنی تقریبا پانچ لاکھ

افراد ٹیکس ادا کرتے ہیں، ٹیکس ادا نہ کرنا ملکی بقا کے لیے سب سے بڑا خطرہ ہے، اس لحاظ سے ٹیکس ادا کرنے والوں کی شرح دیگر ممالک کے مقابلے میں بہت کم ہے۔

آرڈیننس، 2001 کے تحت تمام آمدن کو آمدن کی مندرجہ ذیل پانچ مدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے: تنخواہ؛ جائیداد سے آمدنی، کاروبار سے آمدن حاصلِ سرمایہ/منافع سرمایہ؛ اور دیگر ذرائع سے آمدن ٹیکسوں کے استعمال کا طریقہ: پاکستان میں بھی ٹیکس کا باقاعدہ ایک نظام ہے۔ جس سے حاصل ہونے والی آمدنی کو حکومت عوام کی سہولیات جیسے تعلیم، صحت، انفراسٹریکچر اور سبسڈیز مہیا کرنے پر مساوات اور برابری کے ساتھ صرف کرتی ہے۔ ٹیکس کا ایک باقاعدہ طریقہ کار اور قانون ہوتا ہے جس کا نام انکم ٹیکس آرڈیننس 2001ء(Income Tax Ordinance2001) ہے۔ آزادی کے بعد انڈیا اور پاکستان نے Undivided ٹیکس اپنا لیا تھا، جس کا نام انکم ٹیکس ایکٹ 1922 تھا۔ پھر پاکستان نے 32 سال بعد اپنا ٹیکس کا قانون بنایا، جس کا نام انکم ٹیکس آرڈیننس 1979 تھا۔ 2000ء تک یہی قانون چلتا رہا۔ 2001ء میں ایک نیا قانون متعارف کرایا گیا، جس کا نام انکم ٹیکس آرڈیننس 2001 ہے، جو تاحال فعال ہے۔[8]

علمی جائزہ

کسی بھی مملکت اور ریاست کو ملکی انتظامی امور چلانے کے لیے مستحقین کی امداد، سڑکوں، پلوں اور تعلیمی اداروں کی تعمیر، بڑی نہروں کا انتظام، سرحد کی حفاظت کا انتظام، فوجیوں اور سرکاری ملازمین کو مشاہرہ دینے کے لیے اور دیگر ہمہ جہت جائز اخراجات کو پورا کرنے کے لیے وسائل کی ضرورت ہوتی ہے اور ان وسائل کو پورا کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ، خلفاءِ راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مبارک عہد اور ان کے بعد کے روشن دور میں بیت المال کا ایک مربوط نظام قائم تھا، اور اس میں مختلف قسم کے اموال جمع کیے جاتے تھے، مثلاً:

1۔ ''خمسِ غنائم''، یعنی جو مال کفار سے بذریعہ جنگ حاصل ہو، اس کے چار حصے مجاہدین میں تقسیم کرنے کے بعد باقی پانچواں حصہ۔

2۔ مالِ فییٔ، یعنی وہ مال جو بغیر کسی مسلح جد وجہد کے حاصل ہو۔

3۔ ''خمسِ معادن''، یعنی مختلف قسم کی کانوں سے نکلنے والی اشیاء میں سے پانچواں حصہ۔

4۔ ''خمسِ رکاز''، یعنی جو قدیم خزانہ کسی زمین سے برآمد ہو، اس کا بھی پانچواں حصہ۔

5۔ غیر مسلموں کی زمینوں سے حاصل شدہ خراج اور ان کا جزیہ اور ان سے حاصل شدہ تجارتی ٹیکس اور وہ اموال جو غیر مسلموں سے ان کی رضامندی کے ساتھ مصالحانہ طور پر حاصل ہوں۔

6۔ ''ضوائع''، یعنی لاوارث مال، لاوارث شخص کی میراث وغیرہ۔[9]

لیکن آج کے دور میں جب کہ یہ اسباب و وسائل ناپید ہوگئے ہیں تو ان ضروریات اور اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ٹیکس کا نظام قائم کیا گیا؛ کیوں کہ اگر حکومت ٹیکس نہ لے تو فلاحی مملکت کا سارا نظام خطرہ میں پڑ جائے گا۔ البتہ اس میں شک نہیں کہ مروجہ ٹیکس کے نظام میں کئی خرابیاں ہیں ،سب سے اہم یہ ہے کہ ٹیکس کی شرح بعض مرتبہ نامنصفانہ ہوتی ہے اور یہ کہ وصولی کے بعد بے جا اسراف اور غیر مصرف میں ٹیکس کو خرچ کیا جاتا ہے، لیکن بہر حال ٹیکس کے بہت سے جائز مصارف بھی ہیں ؛ اس لیے امورِ مملکت کو چلانے کی خاطر حکومت کے لیے بقدرِ ضرورت اور رعایا کی حیثیت کو مدِّ نظر رکھ کر ٹیکس لینے کی گنجائش نکلتی ہے۔

اوپر ذکر کردہ تفصیل کے مطابق اگر حکومت کے جائز مصارف دیگر ذرائعِ آمدنی سے پورے نہیں ہوتے تو چند شرائط کے ساتھ حکومت کو اپنے مصارف پورا کرنے کے لیے ٹیکس لینے کی اجازت ہو گی:

1۔ بقدرِ ضرورت ہی ٹیکس لگایا جائے۔

2۔ لوگوں کے لیے قابل برداشت ہو۔

3۔ وصولی کا طریقہ مناسب ہو۔

4۔ ٹیکس کی رقم کو ملک و ملت کی واقعی ضرورتوں اور مصلحتوں پر صرف کیا جائے۔

دفعہ 9

پورے پاکستان میں جامع اصلاح اراضی کی جائے گی جس کی کوئی زر تلافی مہیا نہیں کی جائے گی، نجی زرعی فارموں کی حد مقرر ہو گی جاگیرداری نظام کا مکمل خاتمہ کیا جائے گا۔

تشریح

جاگیردارانہ نظام کے عفریت سے چھٹکارا پانے کے لیے ہمیں زرعی اراضی کی ملکیت کے نمونوں میں بنیادی تبدیلی لانی ہو گی۔ پارٹی اشتراکیت کی بنیاد پہ تمام پیداواری وسائل اپنے قابو میں کر کے اصلاحات کرنا چاہتی ہے۔

علمی جائزہ

زرعی اصلاحات

اصلاحات اراضی بہت سے اقتصادی، سماجی اور سیاست کی بنیاد پر ہوتی ہیں۔ یہ تعلق اپنی حدود، روابط اور پیچیدگی میں ہر ملک، ہر دور اور زمانہ میں مختلف رہا ہے اور اس کی نوعیت آبادی، غربت، ٹیکنالوجی اور دیگر بنیادی وجوہات کی وجہ سے مختلف انداز میں تغیر پذیر ہوتی رہی ہے۔ پاکستان ان ممالک میں سے ہے جہاں بڑی جاگیریں اور سرکاری اراضی خاندانوں میں تقسیم کی گئی۔ پاکستان میں زرعی اراضی کا نظام ہمارے ملک میں قبضہ ملکیت کے بہت سے نظاموں نے

فروغ پایا مثلاً ریاستی، جدی اور قبضہ کی ملکیتیں۔قبضہ ملکیت کے مختلف نظاموں نے مختلف طبقات کے افراد کو جنم دیا ہے: (1) غیر حاضر زمیندار (2) حاضر زمیندار (3) غیر مالک کاشتکار یا مزارع

پہلے اور تیسرے زمرہ کے طبقات جدید زراعت کی جانب مائل نہیں تھے کیونکہ زمیندار کی دلچسپی صرف آمدنی حاصل کرنے تک محدود تھی جب کہ مزارع کو پیداواری اور نفع بخش زراعت سے کوئی دلچسپی نہیں تھی۔کیونکہ اس کی محنت اور پیداوار کا بڑا حصہ زمیندار لے جاتا تھا۔اس ناقص نظام کے نتیجہ میں کئی بنیادی مسائل پیدا ہو گئے جنہوں نے نہ صرف زرعی پیداوار کو بلکہ کاشتکار طبقات کے سماجی اور اقتصادی حالات کو بھی بے حد متاثر کیا۔پورا نظام بدلنے کی ضرورت نہیں بلکہ کچھ خامیاں دور کرے اور چند درج ذیل اصلاحات بھی اگر کی جائے تو اس کا فائدہ عوام اور حکومت دونوں کو ہو گا۔[10]

ہماری زراعت میں دو بنیادی خامیاں ہیں۔ایک زرعی ضروریات کے استعمال کی حد میں کمی اور دوسری مارکیٹنگ کے ناکافی انتظامات ہیں۔

فضائل زراعت

دین اسلام اگر Agriculture زراعت کے بارے میں راہ نمائی نہ کرتا تو آج بنی نوع انسان اس کے اتنے رازوں سے باخبر نہ ہوتا، فی الواقع زراعت کی بڑی اہمیت ہے۔اگر زراعت نہ کی جائے تو غلہ کی پیداوار نہ ہو سکے جو انسان کی شکم پری کا بڑا ذریعہ ہے اسی لیے قرآن وحدیث میں اس فن کا ذکر بھی آیا ہے:

﴿أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ﴾[11]

"بھلا دیکھو! جو بیج تم بوتے ہو تو اس سے کھیتی تم اگاتے ہو یا اگانے والے ہم ہیں"۔

اس سے زیادہ فضیلت اور کیا ہو گی کہ جو بیج ہم زمین میں لگائیں اسے اگانے کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کیا ہے، یہ کام کسان کا اللہ پر توکل بھی ثابت کرتا ہے۔

﴿وَلَقَدْ مَكَّنَّاكُمْ فِي الْأَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِيهَا مَعَايِشَ قَلِيلًا مَّا تَشْكُرُونَ﴾[12]

" ہم نے تمھیں زمین میں اختیار دیا اور تمہارے لیے اس میں سامان معیشت بنایا۔ مگر تم لوگ کم ہی شکر ادا کرتے ہو"۔

زمین سے منسوب معیشت میں زراعت سب سے پہلا طریقہ معیشت ہے جو اللہ نے انسان کو عطا فرمایا ہے اور زمین ربّ کریم کا انسان پر ایسا عطیہ ہے جس سے بنی نوع انسان کے دو بنیادی اغراض وابستہ ہیں۔ایک کاشتکاری یا زراعت اور دوسری رہائش یا سکونت۔رسول اللہ ﷺ سے بھی زراعت کی اہمیت وفضیلت سے روشناس کرانے کے لئے آثار وارد ہیں۔حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے"۔[13]

دفعہ 10

پانچ سال سے زیادہ پرانے زرعی قرضے معاف کردیئے جائیں گے۔

تشریح

سرکار نے زرعی ترقیاتی کاموں اور کسانوں کو خوشحال بنانے کے لئے ایک زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ شاندار مالیاتی ادارہ قائم کیا ہے جو مالیاتی خدمات اور تکنیکی معلومات کے ذریعے زرعی شعبے کی ترقی کے لیے کوشاں ہے۔اس کے مقاصد میں سے زراعی پیداوار کو فروغ دینا، ادارہ جاتی کریڈٹ کو مربوط بنانا اور کسان برادری کی آمدنی پیدا کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرنا ہے تاکہ زرعی اور دیہی شعبے کو بہتر بنایا جائے۔زرعی ترقیاتی بینک لمیٹڈ ایک اہم آر ایف آئی ہے جو دیہی پاکستان کی 68 فیصد آبادی کو سستی، دیہی اور زرعی مالیاتی / غیر مالیاتی خدمات فراہم کرتی ہے۔اس مصنوعات کو اس طرح تخلیق کیا گیا ہے کہ موجودہ قرض حاصل کنندگان کو فصل کی پیداوار، پولٹری، بیجوں، کھاد اور کیڑے مار ادویات وغیرہ کے لیے سرمایہ فراہم کیا جاتا ہے۔یہ ادارہ قرضوں کی مختلف اسکیمیں فراہم کرتی ہے۔

علمی جائزہ

مستحق افراد کے لئے قاعدہ و قانون کے مطابق اگر حکومت قرضہ معاف کراتی ہے تو یہ ایک مستحسن امر ہے ،اسلامی شریعت میں اس کے بہت فضائل ہیں مگر آج کل حکومتی ادارے یا مالیاتی ادارے جو قرضہ فراہم کرنے کی اسکیمیں مقرر کرتی ہے، وہ اکثر شرح سود پر مشتمل ہوتی ہے اور کسان بھی وہ سود سمیت واپس کرنے میں شریک ہوتے ہیں، جو صریح حرام اور اور موجب لعنت بھی ہے جس کا نتیجہ بے برکتی اور کمی ہی ہوتی ہے، اور جو لوگ اس ممانعت کے باوجود بھی سود جیسے قبیح عمل کرتے ہیں تو ان کے اس عمل پر قہر و غضب کے اظہار کے لیے اللہ تعالیٰ نے اس عمل کو اللہ اور ان کے رسول ﷺ کے ساتھ اعلان جنگ قرار دیا ہے، قرآن مجید میں ہے:

﴿فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَكُمْ رُءُوْسُ اَمْوَالِكُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ﴾[14]

ترجمہ: پھر اگر تم (اس پر عمل) نہ کروگے تو اشتہار سن لو جنگ کا اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے اور اگر تم توبہ کرلوگے تو تم کو تمہارے اصل اموال مل جاویں گے، نہ تم کسی پر ظلم کرنے پاؤگے اور نہ تم پر کوئی ظلم کرنے پائے گا۔"

آپ ﷺ نے سود کو ہلاکت خیز عمل قرار دیا ہے، جیسے کہ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: اجْتَنِبُوا السَّبْعَ المُوبِقَاتِ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا هُنَّ؟ قَالَ: الشِّرْكُ بِاللَّهِ، وَالسِّحْرُ، وَقَتْلُ النَّفْسِ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ، وَأَكْلُ الرِّبَا، وَأَكْلُ مَالِ اليَتِيمِ، وَالتَّوَلِّي يَوْمَ الزَّحْفِ، وَقَذْفُ المُحْصَنَاتِ المُؤْمِنَاتِ الغَافِلاَتِ[15]

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: سات ہلاک کرنے والی

باتوں سے دور رہو۔ لوگوں نے پوچھا: یارسول اللہ وہ کون سی باتیں ہیں؟ فرمایا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا اور اس جان کو ناحق مارنا جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور سود کھانا اور یتیم کا مال کھانا اور جہاد سے فرار (یعنی بھاگنا) اور پاک دامن بھولی بھالی مومن عورتوں پر زنا کی تہمت لگانا" ۔

آقاﷺ نے فرمایا: كُلُّ قَرْضٍ جَرَّ مَنْفَعَةً، فَهُوَ رِبًا[16] ترجمہ: ہر وہ قرض جو ساتھ نفع لائے تو وہ ربوا ہے یعنی سود ہے۔

سودی قرضے غلامی کے طوق اور پاؤں کی وہ بیڑیاں ہیں، جن میں کمزور طبقے جکڑے نظر آتے ہیں، نہ خود مختاری اور سلامتی برقرار ہے۔ان قرضوں سے معیشت میں وقتی ابھار ضرور ہو جاتا ہے، لیکن یہ کوئی مستقل پائے دار اور حتمی حل نہیں۔

اسلام اسی لیے قرض کی حوصلہ شکنی کرتا ہے، رحمتِ عالم ﷺ نے مہلک بیماریوں، ناگہانی آفتوں، اندھے اور تاریک فتنوں کے ساتھ قرض سے بھی پناہ مانگی ہے:

"اللهمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْهم وَالْحُزْنِ وَ الْعجزِ وَالْکَسَلِ وَ الْجُبْنِ وُالْبُخْلِ وَ غَلَبِهِ الدَّیْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ"[17]

ترجمہ: یااللہ! میں فکر اور غم سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور عاجزی اور سستی سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور بزدلی اور بخل سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں اور قرض کے غالب آجانے اور لوگوں کے مسلط ہو جانے سے آپ کی پناہ مانگتا ہوں۔

متبادل نظام

وقف اسلامی کا ایک شعبہ بیت المال کا ہے جو صنعت و تجارت،اور قرض حسنہ کا ہے، کمزور طبقات کو اس سے قرضہ دیا جاتا تھا اور اصل مال کی واپسی لازم ہوتی تھی، تجارت کے لیے قرضہ دیا جاتا تو اس کا اپنا معاہدہ ہوتا تو نفع کی صورت میں اصل مال اور آدھا نفع وصول کیا جاتا اور خسارہ کی صورت میں اصل مال کی واپسی لازم ہوتی تھی، اس سے سودی نظام پر ضرب پڑتا ہے۔

قرض لینے کے آداب

شریعتِ اسلامیہ کے مزاج کا حسن ہے کہ وہ مختلف معاملات میں جانبین کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین کرکے ان کی ادائیگی کی تاکید اور اس پر فضائل بیان کرتی ہے، جس کی بنا پر اسلامی اَحکام میں اعتدال اور توازن پیدا ہوتا ہے۔ چنانچہ دیگر معاملات کی طرح قرض دار اور قرض خواہ دونوں کے لیے اپنے صاحبِ معاملہ کے حقوق بیان کیے گئے ہیں، تاکہ مقروض قرض کی جلد ادائیگی کی فکر کرے اور قرض خواہ کو قرض کے مطالبے میں نرمی اور مہلت دینے کی ترغیب دی گئی ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَطْلُ الغَنِيِّ ظُلْمٌ »[18] ترجمہ: "قرض کی ادائیگی پر قدرت کے باوجود وقت پر ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا ظلم ہے"۔

اس لیے بلاوجہ قرض کی ادئیگی میں ٹال مٹول سے کام نہیں لینا چاہیے، یہ سخت گناہ ہے۔اور اگر گنجائش نہ ہو تو مہلت دیں، جس کی بہت بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے،

"عن سليمان بن بريدة عن أبيه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه و سلم يقول: من أنظر معسرًا فله بكل يوم مثله صدقة، قال: ثم سمعته يقول: من أنظر معسرًا فله بكل يوم مثليه صدقة، قلت: سمعتك يا رسول الله تقول: من أنظر معسرًا فله بكل يوم مثله صدقة، ثم سمعتك تقول: من أنظر معسرًا فله بكل يوم مثليه صدقة؟ قال: له بكل يوم صدقة قبل أن يحل الدين، فإذا حل الدين فأنظره فله بكل يوم مثليه صدقة".[19]

"امام احمد، ابن ماجہ، اور حاکم نے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ جو شخص مفلس و تنگ دست کو مہلت دے تو ادائیگی کا دن آنے تک اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے اور پھر جب ادائیگی کا دن آئے اور وہ پھر اسے مہلت دے دے تو اس کو ہر دن کے بدلے اس کے قرض کی دگنی مقدار کے برابر صدقہ کا ثواب ملتا ہے"۔

دفعہ 11

زراعت کو زرعی کوآپریٹو، اجتماعی فارموں اور ریاستی فارموں کی صورت میں از سرِ نو منظم کیا جائے گا۔

تشریح

پارٹی کا منشور کہتا ہے کہ سرمایہ دارانہ، جاگیر دارانہ اور سامراجی نظام کو ختم کر دئے جانے سے استحصال کا خاتمہ ہو جائے گا۔ ہر کسی سے اس کے استعداد کے مطابق کام لینے اور ہر کسی کو اس کے کام کے مطابق اجرت دینے کے اصول کی بنیاد پر عوامی جمہوریت قائم کی جائے گی، سوشلسٹ جائیداد کوآپریٹو، کلیکٹو اور ریاست جائیداد کی صورت اختیار کر لے گی۔[20]

علمی جائزہ

اس سے پہلے سرخ انقلاب میں لاکھوں جانوں کا صرف نئے نظام کے لاگو کرنے پر قربان کیے گئے، آج بھی تاریخ کے سیاہ باب کے طور پر یاد کیا جاتا ہے، خود سوویت یونین کے خاتمے کے موقع پہ روس کے صدر یلسن نے کہا کہ: کاش نظریہ اشتراکیت کا تجربہ روس جیسے عظیم کے بجائے افریقہ کے کسی چھوٹے رقبے میں کر لیا گیا ہوتا تاکہ اس کی تباہ کاری جاننے کے لئے چوہتر سال نہ لگتے"۔[21]

پاکستان میں زراعت کا شعبہ اور اس کی اہمیت

زراعت پاکستان کی معیشت کا بنیادی ستّون ہے۔ ملکی جی ڈی پی میں زراعت کا 19 فیصد حصہ ہے، اس کے علاوہ زراعت سے متعلقہ مصنوعات کا ملکی آمدنی میں حجم 80 فیصد تک ہے۔ مزید بر آن زرعی شعبہ سے 42.3 فیصد آبادی کا روزگار بھی وابستہ ہے جن کی پیداواری صلاحیت کو بہتر بنانا یعنی فی قطرہ زیادہ پیداوار حاصل کرنا ہے۔[22]

کم لاگت سے فصل کی زیادہ پیداوار حاصل کرنے کے لئے نظامِ آب پاشی کی بہتری میں متعلقین کی صلاحیتوں کو بڑھانا

زراعت کو جدید خطوط پر استوار کرنے اور زرعی اجناس کی موجودہ صورتحال کو بہتر بنانے کے لیے مناسب زرعی مشینری، معیاری بیج، فائدہ مند کھادوں اور کیمیکلز کے استعمال کی ضرورت ہوتی ہے۔ پیداواری صلاحیت بڑھانے میں زرعی مشینری

بہت اہمیت کی حامل ہے۔اس کی بدولت کام کی استعداد کار میں اضافہ ہوتا ہے اور کم وقت میں بہترین نتائج حاصل ہوتے ہیں۔مزید برآں ادارہ جدید اور معیاری زرعی مشینوں کی صنعت کے فروغ کے لیے کوشاں ہیں۔ تحقیقی ادارہ برائے مشینی کاشت (ایمری) مقامی زرعی مشینری بنانے والے صنعتی اداروں کو بھی اپنی خدمات پیش کررہا ہے۔

خلاصہ بحث

مردان، صوابی اور چارسدہ کے مختلف شہروں مثلاً اتمانزئی، ترنگزئی اور عمرزئی کے میرہ جات میں جب (خوانین) اور کسانوں کے اختلافات شروع ہوئے۔ خوانین نے مظالم شروع کیے اور لوگوں کو بے دخل کرنا شروع کیا۔ جب خوانین کے مظالم حد سے بڑھ گئے۔ تو مختلف تحریکوں نے جنم لینا شروع کیا۔ جن میں غلہ ڈھیر کسان تحریک، مفتی آباد کسان تحریک 1948، کسان تحریک سرفہرست تھیں۔اور اپریل 1963ء میں یہ تمام تحریکیں کسان کمیٹی میں ضم ہوگئیں اور مئی 1968ء کو کسان کمیٹی مزدور کسان پارٹی میں تبدیل ہوگئی، جس کے پہلے صدر لالہ زیارت گل صاحب مقرر ہوئے۔ یہ کسانوں کی ہر ممکنہ مدد کیا کرتی تھی اور ملک کے جاگیرداروں، اجارہ داروں اور سرمایہ داروں کے لوٹ کھسوٹ سے نجات کے لیے ہر ممکنہ کوشش کرتی تھی۔اس پارٹی کا اپنا منشور بھی ہے جس میں بہت سارے دفعات اسلامی تعلیمات کے موافق ہیں۔

مثلاً دفعہ نمبر ۸ کہ امور مملکت کو چلانے کی خاطر حکومت کے لیے بقدر ضرورت اور رعایا کی حیثیت کو مد نظر رکھ کر منصفانہ ٹیکس لینے کی گنجائش نکلتی ہے۔اور زرعی اصلاحات کا نفاذ اور مستحق افراد کے لیے قانون کے مطابق قرضہ معاف کرانا مستحسن امر ہے۔

اس کے علاوہ بعض دفعات اسلامی تعلیمات کے مخالف ہیں مثلاً دفعہ نمبر 11 کہ تمام ریاست سرکاری فارموں کی صورت میں تقسیم ہو جائے تو ریاست اتنے بڑے بوجھ کی متحمل نہیں ہو سکتی۔ان میں اگر یہ لوگ اپنا نظریہ اسلامی تعلیمات کے موافق کردیں تو صحیح معنوں میں خدمت خلق کرسکتے ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1]: حاجی اسحاق، کسان کمیٹی ممبر، ہرٹ کلے شکور، چارسدہ، 16-05-2022 بوقت: 11:45 بجے۔

[2]: شیر علی باچا، دہ کسان دفتر، ص 73۔

[3]: ایضاً، ص 81۔

[4]: حاجی خان سید ولد میاں نوران شاہ، کسان کمیٹی ممبر، ڈہنگہ بازہ، تنگی چارسدہ، 05 جنوری 2002ء بوقت 10:00 بجے۔

[5]: سالار امجد علی، صدر، حجرہ سالار صاحب تنگی چارسدہ، 4 مئی 2022 بوقت 09:00 بجے۔

[6]: افضل خاموش صاحب، صدر افضل خاموش گروپ، حجرہ افضل صاحب شکور کلے، تنگی چارسدہ، 4 مئی 2022، بوقت 10:25 بجے۔

[7]: حاجی ممتاز خان ولد رحیم داد مرحوم، صوبائی صدر، ماصل خان نرسری جمال آباد، ہری چند مندنی، 08 اگست 2022 بوقت 12:00 بجے۔

[8]: کاسانی، علاءالدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد، بدائع الصنائع، سعید پبلیشرز، کراچی، کتاب الزکوۃ، فصل فی حکم المستخرج من الارض، ج2، ص 65۔

[9]: ابن عابدین، درالمحتار، ایچ ایم سعید، کراچی، کتاب الزکوۃ ج2، ص322، 323۔

[10]: سلطان علی چوہدری، کالم اصلاحات اراضی اور پیداوار نوائے وقت روزنامہ، 29 ستمبر، 2014ء

[11]: سورۃ الواقعہ 56: 63، 64

[12]: سورۃ الاعراف 7: 10

[13]: بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، مکتبۃ البشریٰ، 2014ء، باب فضل الزرع والغرس إذا أكل منه، ج3، ص 103۔

[14]: سورۃ البقرۃ 2: 279

[15]: بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، کتاب الوصایا، باب قول الله تعالى ان الذين ياكلون اموال اليتامى، ج4، ص10، رقم الحدیث: 2766۔

[16]: ابن ابی شیبہ، ابو بکر عبداللہ بن محمد بن ابراہیم، المصنف، مکتبۃ الرشد، ریاض، 1409ھ، باب من كره كل قرض جر منفعة، ج4، ص327، رقم الحدیث: 20690۔

[17]: البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین بن علی، السنن الکبریٰ، ج5، ص571، رقم الحدیث: 10933۔

[18]: بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، باب اذا احال على ملى فليس له رد، ج3، ص94، رقم الحدیث: 2288۔

[19]: شیبانی، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل، مسند أحمد، ج 38، ص153، رقم الحدیث: 23046۔

[20]: پاکستان مزدور کسان پارٹی، نظریاتی اصول، عوامی جمہوری معیشت اصول 4، ص34۔

[21]: محمد تقی عثمانی، اسلام اور جدید معیشت، اشتراکیت، مکتبہ معارف القرآن، 2014، ص39۔

[22]: جائزہ، ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ، حکومت پنجاب انفارمیشن ٹیکنالوجی بورڈ۔